www.novelsclubb.com
متاعِ زیست
از قلم عفراء اعظم
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

متاعِ زیست

از قلم

از قلم عفراء اعظم

www.novelsclubb.com

وہ پولیس آفیسر ڈرائیور کی کھڑکی کی طرف آیا اور جھک کے اس سے کچھ پوچھ رہا تھا

"کہاں سے آ رہے ہو؟؟؟

"کراچی" یک لفظی جواب دیا اور اپنا شناختی کارڈ دکھایا

"ہمممم کوئٹہ جا رہے ہو؟ اب کے اس نے خود سے ہی قیاس لگایا

"نہیں بیلہ" دوبارہ وہی مختصر جواب

وہ چیک پوسٹ والے تھے اسی لیے دونوں اب قدرے ریلکس تھے

"ڈگی کھولو" ڈگی دیکھنے کے بعد اگلے کچھ سیکنڈز میں انکو جانے کا کہہ دیا یہ یقیناً روز مرہ کا کام تھا کیونکہ اور بھی بہت سی گاڑیاں آ جا رہی تھیں

oooooooooooooooooooooooooooo

آسمان صاف تھا سورج اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا سڑک پر گرے بی ایم ڈبلیو رواں دواں تھی وہ کھڑکی سے باہر بھاگتی زندگی کو دیکھ رہی تھی یہ شہر اس کے

کراچی سے قدرے مختلف تھا

وہ کراچی اور حب کا موازنہ کرنے میں ہی مصروف تھی کہ جانے کب اس پہ نیند کی دیوی مہربان ہوئی اور مکمل طور پہ اپنے آغوش میں لے لیا۔۔۔

ooooooooooooooooooooooooooo

یہ ایک خالی میدان تھا جس کے بیچ میں ایک طرف مکمل سفید کپڑوں میں نورانی چہرے والے باریش بزرگ کھڑے تھے ان سے تقریباً بیس قدم دور وہ کھڑی تھی بالکل درمیان میں یعنی دس قدم کے فاصلے پہ ریبال کھڑا تھا وہ بزرگ آگے بڑھنے لگے تو وہ بھی آگے بڑھنے لگی مگر ریبال ہنوز وہیں پہ کھڑا تھا اب دو قدم کا فاصلہ رہ گیا تھا کہ ان بزرگ کے رکنے پہ وہ بھی رکی

"چلو ریبال" بزرگ نے بارعب آواز میں راعنہ کو نظرانداز کر کے ریبال کو پکارا

"ربی کہیں نہیں جائے گا" اس سے پہلے کہ ریبال جاتا راعنہ بے بسی سے بولی

ایک عجیب سی بے بسی تھی وہ خود بھی اپنی کیفیت سمجھ نہیں پا رہی تھی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ نورانی چہرے والے باریش بزرگ مسکرائے

"ریبال۔۔۔۔۔۔

وہ کچھ کہہ رہے تھے مگر اس کو آوازیں نہیں آرہی تھیں جھٹکے سے اسکی نیند کھلی اس کی نظریں دائیں طرف بیٹھے موبائل میں مصروف ریبال کے چہرے پہ گئیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بے ساختہ اس کے لبوں سے نکلا

البتہ اس عجیب وغریب خواب نے اسے پریشان ضرور کیا تھا۔۔۔

oooooooooooooooooooooooo

"اٹھ گئی تم" ریبال نے خود پہ نظروں کا ارتکاز محسوس کر کے سر اٹھایا تو اسے خود کو تکتا پا کر پوچھا

"نہیں" یک لفظی جواب دے کر رخ دوبارہ کھڑکی کی طرف موڑ گئی

"اچھا مجھے لگا اٹھ گئی ہو"

"ریبال اپنی زبان کو لگام دو میرا دماغ پہلے سے ہی خراب ہو رہا ہے" چہرہ ہنوز

کھڑکی کی طرف تھا وہ ریبال کے کچھ بولنے کا انتظار کرتی رہی ایک لمحہ دوسرا لمحہ اور تیسرا لمحہ ریبال کی گہری سانس لینے کی آواز آئی مگر وہ بولا کچھ نہیں۔۔۔

اسے جانے کیوں بے چینی ہونے لگی تھی اس نے اپنے سیاہ پاؤچ کھولا جس پہ گولڈن اور لال کے امتزاج سے بہت ہی خوبصورت کام ہوا تھا اپنا موبائل نکال کر کنٹیکٹ لسٹ میں گئی

چھوٹا بندر

سے سیو نمبر کھولا اور کچھ ٹائپ کر کے سینڈ کر دیا

oooooooooooooooooooooooooooo

www.novelsclubb.com

صبح کب کی سہ پہر میں بدل چکی تھی اب دوپہر کی آمد آمد تھی دُراب نے گلاس وال سے دیکھا تو کراچی کی رونقیں اپنے عروج پہ تھیں گاڑیاں آجا رہی تھیں وہی لوگ وہی معمول کی ریل پیل۔۔۔۔۔۔

"ہنی اور ربی کے جانے سے کچھ نہیں رکا کسی کے جانے سے کچھ نہیں رکتا سب

اسی روٹین پہ چل رہا ہوتا ہے"

وہ نیچے گاڑیوں کو دیکھتا سوچ رہا تھا

"ہمارے مرنے کے بعد کچھ نہیں رکتا سب اسی طرح چل رہا ہوتا ہے پھر ہمارا کیا

مقصد دنیا میں آنے کا۔۔۔۔"

اس کے لیے سوچوں کے نئے دروازے کھل رہے تھے مختلف سوچیں اس کے

دماغ کو اپنی آماہ جگہ بنا رہیں تھیں

"ہم کیوں خود کو دنیا میں اتنا مصروف کر لیتے ہیں لوگوں کو خوش رکھنا اور اپنے

کرئیر کو ہی اپنا مقصدِ حیات بنا دیتے ہیں۔۔۔

کیا ہمارا مقصدِ حیات یہ ہے؟

ہماری متاعِ زیست کیا ہے؟

مختلف سوالات اس کے ذہن میں گردش کر رہے تھے جن کے جوابات فی الحال

اس کے پاس نہیں تھے کہ موبائل کے رنگ ہونے پہ وہ بغیر جوابات ڈھونڈے

دوبارہ حقیقی دنیا میں لوٹا۔۔۔

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

"دو نمبر شہزادی" کے نمبر کی نوٹیفکیشن دیکھی تو بے ساختہ ریبال کے لبوں پہ مسکراہٹ پھیلی جسے اس نے اگلے ہی پل کمالِ مہارت سے چھپا دیا

"مجھے بھوک لگی ہے" ریبی سمجھ نا سکا یہ حکم ہے اطلاع ہے یا پھر التجا اونہوں راعنہ اور التجا ناممکن اپنے خیال کی خود ہی نفی کر ڈالی بھلا ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔

"عثمان یہاں کوئی ریسٹورینٹ وغیرہ ہوگا" پچھلی کچھ دیر سے جو خاموشی چھائی ہوئی تھی اسے ریبال کی آواز نے توڑا

"یار صابرین کی چائے پیتے ہیں" اگلے ہی پل عفان کا مشورہ حاضر تھا

"ہمم ٹھیک ہے بس راستے میں ہی آتی ہے تقریباً دس منٹ لگیں گے"

راعنہ اس سب سے بے نیاز باہر دیکھتے ہوئے سوچوں کے سمندر میں غوطے لگا رہی تھی

"عثمان کیا ہم ابھی تک حب میں ہیں" ریبال جیسے پچھلے ڈیڑھ گھنٹے کے سفر سے اکتا گیا تھا

"نہیں" عفان نے ہنکارا ابھرا

"پھر؟"

"گوگل چاچا سے پوچھ لو" مسکراہٹ زیرِلب دبائی

اونہوں عفان اور سیدھا جواب ناممکن دوبارہ بے دردی سے ذہن میں آتے خیال کو رد کیا

"ریبال ہم وندر میں ہیں" عثمان نے ہی شرافت سے جواب دیا

گاڑی رکی ڈرائیور نکلا وہ ابھی تینوں اندر ہی بیٹھے تھے۔۔۔

"چلو نا اب یاں ہوٹل والوں نے آ کے ہمیں انویٹیشن کارڈ دینا ہے" راعنہ کا لہجہ سخت جھنجلایا ہوا تھا

"میڈم حسین شہزادی یہ اپنا وندر ہے تمہارا کراچی نہیں کہ جب دل چاہا کسی بھی

ہوٹل میں چل پڑے "عفان نے مسکراہٹ دبا کر اسے اور تپایا تھا

"لنگورا اگر آئندہ مجھے راعنہ کے علاوہ کسی اور نام سے بلایا تو میں۔۔۔۔۔۔۔"

"ہاں ہاں میں جانتا ہوں تم میرا سر پھاڑ دو گی نا؟ عفان نے مسکراہٹ زیرِ لب دبائی

اس لڑکی کو تپانے کا الگ ہی مزہ ہے عفان کے دل نے مسکراتے ہوئے گواہی دی

"نہیں سر تو نہیں پھاڑوں گی البتہ تمہارے کچھ عظیم کارنامے ضرور "تمہارے

عالیار بھائی" کے گوش گزار کروں گی" اور یہ تیر ٹھیک نشانے پہ لگا تھا

ریبال اور عثمان جو کب سے خاموش تماشائی بنے تھے اب عفان کی شکل دیکھ کر

ہنس دیے

"راعنہ یہاں فیملی کے لیے رومز سسٹم ہے تم آسکتی ہو" عثمان نے شاید اس کی

تھکن کی وجہ سے مشورہ دیا تھا

"نہیں میں ٹھیک ہوں یہیں پہ "راعنہ کے انکار پہ وہ تینوں اندر ہوٹل میں چلے گئے

تھے راعنہ ادھر ہی بیٹھی انتظار کرنے لگی تھی

www.novelsclubb.com

oooooooooooooooooooooooooo

دُراب بوجھل قدموں سے ٹیبل تک آیا جسم میں ایک عجیب سی سستی تھی موبائل کی لاک اسکرین پہ ہنی سے سیو نمبر سے آیا میسج دیکھ کر اس کی ساری سستی اگلے پل ہی غائب ہو گئی۔۔۔

"کیا میری بہت یاد آرہی ہے؟ دُراب اس کا ٹیکسٹ دیکھ کر مسکرادیا تھا

"اور جناب کو یہ خوش فہمی کیوں ہوئی؟ آگے حیرانی والے ایموجی بھیجے

وہ جو مسکرا کر اس کی طرف سے جوابی کاروائی کا انتظار کر رہا تھا ایک دم آنے والی کال دیکھ کر ایک لمحے کو تو بوکھلایا مگر اگلے ہی لمحے وہی مخصوص نرم مسکراہٹ لیے کال اٹینڈ کر گیا

ooooooooooooooooooooooooooooo

"السلام علیکم" نرم اور پر سکون آواز میں سلام کرتی وہ دُراب اختر کی ساری سستی لمحے میں ختم کر گئی

"وعلیکم السلام آخر یاد آگئی اپنے بھائی کی" ہنستے ہوئے شکوہ کیا گیا

"ارے ارے ابھی سے ہی اتنے شکوے" ہنستے ہوئے کہا کنکھتی ہوئی ہنسی ایک ایسی ہنسی جو کسی مطمئن انسان کی ہوتی ہے

"ربی کیسا ہے؟ وہ حیران نہیں ہوئی کہ اس کا بھائی ان کے لیے ڈیڑھ گھنٹے میں ہی فکر مند ہو گیا ہے وہ جانتی تھی کہ وہ صرف دُراب کو چھوٹے بابا نہیں سمجھتی بلکہ وہ بھی انکو اولاد کی طرح عزیز رکھتا ہے۔۔۔

"بھیا واٹس ایپ پہ آئیں۔۔۔۔۔" وہ دُراب کا سوال نظر انداز کر گئی کال کاٹنے کی دیر تھی کہ راعنہ کی ویڈیو کال آنے لگی

oooooooooooooooooooooooooooo

"کیسے ہو تم دونوں؟ لہجے میں نرمی لبوں پہ مسکراہٹ اور آنکھوں میں بہن کے لیے محبت ہی محبت تھی

"الحمدللہ بھیا آپ کیسے ہیں؟ ہنستے ہوئے کہا دُراب اب دوبارہ اپنی راکنگ چیئر پہ

بیٹھ چکا تھا

"میں پتہ نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"کندھے اچکائے

"کیا آپکو ہنی کی یاد آرہی ہے ؟مسکراہٹ ہنوز قائم تھی تب ہی گاڑی کا دروازہ کھلا اس نے سرسری نگاہ ڈال کر نگاہیں دوبارہ دُراب کی طرف مرکوز کرلیں

"بیٹا ان خوش فہمیوں سے نکلو اور حقیقت کی دنیا میں آؤ کیا تمہیں لگتا ہے کہ بھیا اپنے سگے بھائی کے ہوتے ہوئے تمہیں جسے میرے بابا نے کچرے کے ڈھیر سے اٹھایا ہے اسے یاد کریں گے"ریال نے مسکراتے ہوئے چائے کا کپ اس کی طرف بڑھایا جسے دانت کچکچاتے وہ پکڑ گئی اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے وہ بسکٹ کا پیکٹ کھولنے لگا راعنہ کو دیکھ کر دُراب ہنس دیا

"ریبی بہن کو تنگ نا کرو"دُراب نے مصنوعی گھوری سے نوازا

"کون بہن بھیا بھولیں مت کہ ہماری کوئی بہن نہیں ہے"کنکھیوں سے راعنہ کو نوٹ کرتا وہ بسکٹ کے ساتھ بھی بھرپور انصاف کررہا تھا

"ابھی کہاں ہو؟ڈُراب راعنہ کے تاثرات دیکھتا بات بدل گیا اس کا جوابی حملہ نا کرنا وہ اس کا غصہ سمجھ رہا تھا مگر اسے کیا بتاتی کہ ریبال کو دیکھ کر اسے اس کا عجیب و غریب خواب یاد آنے لگا ہے۔۔۔

راعنہ نے گردن موڑ کر سیاہ شیشوں سے باہر دیکھا "مصطفٰی صابرین ہوٹل وندر "اوپر بورڈ پہ لکھا ہوٹل کا نام بتایا اب لبوں پہ دوبارہ مسکراہٹ نے جگہ لے لی تھی

وہ ایسی کیسے تھی پل میں تاثرات پہ قابو پالینے والی۔۔۔

"اچھا واپس کب آؤ گے "اب کہ اس کا وجیہہ چہرہ اداس لگتا تھا دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر گہری سانس لی

"ہمارا ایک عدد گھر میں بیٹھا کنوارا بھائی ہے جو بوڑھا ہونے کو ہے اس کے لیے ایک عدد خوبصورت لڑکی ڈھونڈ کر پھر آئیں گے "وہی ٹھہرا پر سکون انداز ریبال مسکرا دیا وہ بسکٹس کھا چکے تھے اس لیے وقفے وقفے سے اب چائے کے سپ لیتے۔۔۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دُراب بُدکا "ہنی یار "اس کے منہ سے الفاظ ادا ہوئے بھی تو بس یہ دو

"بھیا آپ لڑکی کے نام پہ کیوں ایسے ری ایکٹ کر رہے ہیں "ریبال نے اس کے یوں دیدے پھاڑ کر دیکھنے پہ چوٹ کی

"لڑکی جائے بھاڑ میں تم نے اپنے ینگ ہینڈ سم سے بھائی کو بوڑھا کہا "اسے صدمہ ہی تو لگا تھا خود کو بوڑھا بولے جانے پہ۔۔۔۔

"بھیا آپ سے ہمدردی اپنی جگہ مگر ہمیں یہ بالکل منظور نہیں کہ ہماری کیوٹ سی بھابھی کو بھاڑ میں بھیجا جائے "راعنہ نے رعب جمانے والے انداز میں دُراب کو گھور کر کہا

www.novelsclubb.com

"ایسا سوچنا بھی مت کہ میں فلحال شادی کروں گا "ان کے درمیان اس بارے میں ہونے والی یہ پہلی بحث تھی

"لیکن کیوں ؟ریبال نے دلچسپی سے پوچھا

"بس۔۔۔۔۔"وہ شاید تذبذب میں تھا کہ انکو کیا جواب دے

"بھیا ایک ساتھی کی سب کو ضرورت ہوتی ہے یعنی شوہر کو بیوی کی اور بیوی کو شوہر کی" وہ مسکرائی اسے بھی مزہ آرہا تھا دُراب کو جھنجھلاتے دیکھ کر

"تم دونوں ہو نا میرے پیارے بچے مجھے نہیں لگتا کہ مجھے کسی اور کی ضرورت ہے" اس کا اعتماد بحال ہونے لگا لبوں پہ دوبارہ مسکراہٹ آئی وہی مخصوص مسکراہٹ جو اپنے twins کے ذکر پہ اس کے عنابی لبوں کا حصہ بنتی۔۔۔

"بھیا اس بات میں کوئی شک نہیں ہے مگر میں کہہ رہی ہوں اگر مجھے کوئی لڑکی پسند آئی تو آپکو اس سے شادی کرنی ہی پڑے گی" اس کے ارادے چٹانوں کی طرح مضبوط لگتے تھے ریبال کو بھی اس کی بات سے مکمل طور پہ اتفاق تھا جس کا اظہار اس نے زور و شور سے اثبات میں سر ہلا کر کیا تھا

"اچھا تم دونوں کو اچانک میری شادی کا خیال کیوں آیا ہے" وہ واقعی جھنجھلا گیا تھا مگر پھر بھی غصہ نہیں کر رہا تھا

وہ دُراب اختر تھا اپنوں کی محبت میں چور انسان۔۔۔

www.novelsclubb.com

"وہ ہم بعد میں بتائیں گے ابھی کال رکھتے ہیں اوکے" راعنہ نے عفان والوں کو ہوٹل سے نکلتے دیکھ لیا تھا

"اچھا ٹھیک ہے" بجھے لہجے میں کہا صاف ظاہر تھا کہ وہ ابھی مزید ان سے بات کرنا چاہتا ہے

راعنہ مسکرائی "مسٹر بوڑھے ابھی کام پہ دھیان دیں ایسا نا ہو کہ آپکی اپنے twins سے محبت ADR builders کو لے ڈوبے" اور دُراب کو بغیر کچھ کہنے کا موقع دیے کال کاٹ دی اس کے انداز پہ ریال ہنس دیا وہ بھی ہنسی اور یقیناً آفس میں بیٹھا دُراب بھی ہنس دیا ہوگا

اگلے دس سیکنڈ بعد دونوں کے نمبر پہ ایک ٹیکسٹ آیا تھا

"I love you mera bacha"

وہ ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا دیے

"We love you to chotay baba"

دونوں ٹیکسٹ کر کے دوبارہ مسکرا دیے

عفان نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے ایک شاپر ریبال کی طرف بڑھایا جو اس نے لے کے راعنہ کو دے دیا

"اس میں کیا ہے ریبی؟ نا سمجھی سے دیکھا

"تم خود بھی دیکھ سکتی ہو لیکن شاید تم اندھی ہو تو میں ہی بتا دیتا ہوں اس میں کر کرے لیز اور چاکلیٹ ہیں" عفان بتیسی کی نمائش کرتا بولا

راعنہ ہونہہ کہہ کر رخ کھڑکی کی طرف کر گئی

عفان اور ریبی نے سر جھٹکا

مجال ہے جو یہ لڑکا اس کو زچ کرنے کا موقع ہاتھ سے جانے دے

oooooooooooooooooooooooooooooooooooo

گرے بی ایم ڈبلیو اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی کہیں پہ کھیت تھے کھڑکی سے باہر دیکھتی راعنہ کو جو بات کراچی سے مختلف لگی وہ یہ تھی کہ یہاں کراچی کی

طرح ٹریفک زیادہ نہیں تھی اور نا ہی اتنی اونچی اونچی بلڈنگز تھیں

The city of lights

اونہوں ہلکے سے سر نفی میں ہلایا

The city of buildings

وہ زندگی سے بھرپور لڑکی دل ہی دل میں کراچی کو ایک نیا نام دے کر مسکرا دی تھی

راعنہ کی کھڑکی سے نظر گئی تو سامنے ہی کچھ اس طرح بنا تھا کہ دائیں بائیں پیلر اور اوپر کی جانب سے چوکور کی صورت آپس میں مل رہے تھے اوپر لکھا تھا

بابِ یوسف

(خوش آمدید بیلہ)

بے ساختہ گہری سانس لی

"مسٹر ہینڈسم اسموکر میں آگئی تمہارے بیلہ میں" زیرِ لب ہلکے سے بڑبڑائی یوں

کہ صرف اس کے لب ہلے تھے

وہ اکتا گئی تھی ڈھائی گھنٹے سے بیٹھے بیٹھے یہ اس کی زندگی کا اچھا خاصہ بورنگ سفر تھا

سامنے دو راستے تھے ایک سیدھا جا رہا تھا ایک بائیں جانب۔۔۔۔۔

"عثمان یہ راستہ کہاں جاتا ہے ؟اس نے جان کر عثمان کا نام لیا ابھی تو وہ بالکل بھی

اس موڈ میں عفان کے ساتھ مغزماری نہیں چاہتی تھی

"کوئٹہ" عثمان نے یک لفظی جواب دیا وہ بھی مزید کچھ نا بولی

پورا راستہ ریبال عثمان اور عفان کچھ نا کچھ باتیں کرتے اور دوبارہ موبائل پہ

مصروف ہو جاتے اس کو ڈرائیور کے لیے دکھ ہوا جو خاموشی سے گاڑی چلا رہا تھا

"یا اللہ مر گئے" عفان کے چیخ کر کہنے پہ جہاں سب چونکے وہیں پہ ڈرائیور کا پاؤں

سیدھا بریک پہ گیا

oooooooooooooooooooooooooooo

آفس کا دروازہ ناک ہوا وہ جو راکنگ چیئر پہ بیٹھا بے دلی سے کام کر رہا تھا جھنجھلایا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کم!

ایک چوبیس پچیس سال کا لڑکا اندر داخل ہوا

"سر آپکی آج قاسم بیولڈرز کے ساتھ میٹنگ ارینج تھی" اس نے جیسے یاد دلایا

"اوہو میں بھول ہی گیا تھا" اس نے انگھوٹے اور انگشتِ شہادت سے اپنا ماتھا مسلا

"تھینکس عبداللہ" مسکرا کر کہا

عبداللہ بھی مسکرا کر آفس سے نکل گیا

وہ اپنے خوش اخلاق باس کی دل سے عزت کرتا تھا۔۔۔۔۔۔

oooooooooooooooooooooo

www.novelsclubb.com

"Affan be mature"

راعنہ ناگواری سے بولی

"میچور کو گولی مارو اور عثمان یہ اٹھا بات کر اس ہٹلر سے" ہوائیاں اڑے چہرے سے

موبائل عثمان کی طرف بڑھایا

"عفی یار کال اٹھاوہ غصہ کرے گا" عثمان نے گویا اسے خبر دار کیا

"یار میں سویا ہوا ہوں پلیز اٹھا لے" وہ بالکل منتیں کرنے پہ آگیا

جب راعنہ نے موبائل کو دیکھا تو وہاں عالیار بھائی کے نام سے کال آرہی تھی اور کالر کی ڈی پی پہ ایک بے حد خوبصورت سیاہ گھوڑا تھا سفید کپڑوں میں کوئی اس کی لگام تھامے ہوئے تھا جس کی پشت کیمرے کی طرف تھی

چاروناچار عثمان کو ہی کال اٹھانی پڑی

راعنہ نے جہاں عفان کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا وہیں پہ ریبال عثمان اور ڈرائیور بس نفی میں سر ہلا گئے

www.novelsclubb.com

oooooooooooooooooooooooooooooo

"السلام علیکم بھائی" مؤدب انداز میں سلام کیا عفان کی شخصیت کے برعکس عثمان میں لاآبالی پن نہیں تھا بلکہ ایک ٹھہراؤ سا تھا۔۔۔۔۔

"وعلیکم السلام کہاں ہو؟ مقابل بغیر کسی تمہید کے سیدھا مدعے کی بات پہ آیا

وہ عالیار کریم تھا جو بلا جھجھک بغیر کوئی تمہید باندھے بات کرتا تھا۔۔۔۔

عثمان نے باہر دیکھا "بھائی عدالت کے پاس"

راعنہ نے اس کی بات سن کر نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو سامنے بڑا سا سیاہ دروازہ تھا جس کے کچھ ہی فاصلے پہ سیاہ بورڈ لگا تھا

عدالت

جوڈیشنل مجسٹریٹ بیلہ

"عفان سے کہنا عالیار کو انتظار نہیں پسند" کال جلدی نا اٹھانے پہ چوٹ کی اور عثمان کو کچھ کہنے کا موقع دیے بغیر کال کاٹ دی

عثمان نے عفان کو آنکھیں دکھاتے ہوئے موبائل اس کی طرف بڑھایا جو سوالیہ نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا لبوں پہ مسکراہٹ تھی۔۔۔۔

"عالیار کو انتظار نہیں پسند" اس کا جملہ سن کر اس نے سر جھٹک دیا تھا

"ہونہہ ایٹیٹیوڈ تو دیکھو" راعنہ کی بڑبڑاہٹ صرف ریال ہی سن سکا تھا

oooooooooooooooooooooooooooooo

وہ گاڑی سے اتری وہ اور ربیی دونوں ایک ساتھ کھڑے سامنے اونچی اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ کھڑی اس خوبصورت حویلی کو دیکھا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر گہری سانس لی

ان اونچی حویلی والوں کی انائیں بھی اونچی تھیں

"چلیں میڈم خود کو تو مرنے کے شوق ہے ساتھ پکا ہم دو معصوم کنواروں کو بھی شہید کروانا ہے" عفان نے اس موقع کو بھی جانے نا دیا

"تمہیں تو ویسے بھی مر ہی جانا چاہیے تا کہ دھرتی سے بوجھ کم ہو"

"مس حسین شہزادی بھولیں مت یہ حویلی میرے نانا کی ہے تمہارے لیے تو یہاں کے کتے ہی کافی ہوں گے"

"عفان میرا نام راعنہ ہے" دانت پیس کر یاد دلایا

"او اچھا حسین شہزادی اوپس سوری آئی مین راعنہ" شرارت سے کہہ کر اس سے

پہلے بھاگتا کچھ فاصلے سے آتی آواز سے اس کے قدم منجمند ہوئے

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

اس وقت وہ خاکی رنگ کی کاٹن کی فارمل سی ڈریس میں تھا جس کی شلوار کافی زیادہ گھیر دار ہونے کی وجہ سے اس کی پرسنالیٹی کو اور وجہیہ بنا رہی تھی

"السلام علیکم بھائی" ریبال نے اسے دیکھ کر مصافحہ کیا چہرے پہ مسکراہٹ تھی

"وعلیکم السلام کیسے ہو ینگ مین؟ راستے میں کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی؟ مسکرا کر پوچھا دو لوگ ساکت ہوئے تھے اس کی مسکراہٹ دیکھ کر

"یہ کھڑوس مسکراتا بھی ہے ہاں" عفان حیرت سے بس سوچ کر رہ گیا

راعنہ اس کا دائیں گال پہ ہوتا گڑھا (ڈمپل) دیکھ کر ساکت ہوئی تھی

"میں ٹھیک" ریبال کی مسکراہٹ ہنوز قائم تھی البتہ عالیار اب نہیں مسکرا رہا تھا

"اب چلیں یا یہیں پہ چلہ کاٹنے کا ارادہ ہے" آئیر واچکا کر حویلی کی طرف اشارہ کیا

وہ راعنہ کو مکمل نظر انداز کر گیا تھا۔۔۔۔۔۔

میں نے اس سے کونسے قرضے لیے ہیں" راعنہ بس بڑبڑا کر اس کی پشت کو گھور کر رہ گئی

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

چوکیدار کے دراوازہ کھولنے پر وہ اندر داخل ہوئے حویلی باہر سے جتنی خوبصورت تھی اندر سے اور بھی کئی گناہ زیادہ پیاری لگ رہی تھی

"ہنی فضول میں ہم نے بیس سال اس فضول سے گھر میں گزارے" ریبال نے آہستہ سے راعنہ کے کان میں سرگوشی کی تھی

"نمک حرام نا ہو تو" اس کی بات سن کر ریبال نے کڑوا سا منہ بنایا

وہ سیمنٹ کی روش پہ چل رہے تھے جس کے دائیں بائیں اینٹوں سے (جن پہ سفید پینٹ ہوا تھا) بارڈر بنی تھی اور آگے سرسبز گھاس پھیلی ہوئی تھی کیاریوں میں خوبصورت خوبصورت رنگ برنگے پھول لگے تھے اور بائیں جانب پام کا درخت تھا جو لان کی خوبصورتی کو اور بھی بڑا رہا تھا یہ ایک کشادہ اور خوبصورت لان تھا

روش جا کے سیڑھیوں کے پاس ختم ہوئی تین سیڑھیاں تھیں اور پھر دروازہ وہ دروازے سے اندر لاؤنج میں داخل ہوئے تو سامنے ایک خوبصورت تخت تھا جس پہ کوئی بوڑھی خاتون جن کا جھریوں زدہ چہرہ سفید دوپٹے کے ہالے میں تھا ہاتھوں میں تسبیح تھی اور آنکھوں۔۔۔۔ہاں آنکھوں میں عجب سی ویرانی اداسی دکھ جانے کیا۔۔۔۔۔۔سامنے سے ہی ہاتھوں میں جوس کا گلاس پکڑے ایک لڑکی ڈارک اور اسکائے بلیو کے کنڑاس کی چادر سر پہ سلیقے سی لی تھی اور وہ گھٹنوں تک اسی چادر میں ڈھکی ہوئی تھی

وہ چاروں وہیں پہ رک گئے تھے عالیار آگے تخت کی جانب بڑھ گیا

"کون ہیں یہ ؟خاتون نے حیرت سے پوچھا

"بی جان یہ اختر چاچو کے بچے ہیں" عالیار نے بنا کسی تمہید کے عام سے لہجے میں کہا جیسے انکا یہاں آنا روز کی بات ہو

ان چاروں نے بے ساختہ تھوک نگلا

"کیا!!!! تم پگلا گئے ہو عالیار" یہ آواز بائیں جانب موجود کمرے سے نکلتے یوسف صاحب کی تھی بلقیس بیگم تو اس انکشاف پر ساکت رہ گئیں تھیں

"بابا یہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں" وہ تخت سے کھڑا ہو گیا تھا بلقیس بیگم کا ہاتھ دل کے مقام پہ تھا

انہیں لگا تاریخ دہرائی جا رہی ہے چھبیس سال پہلے بھی یوں اچانک یوسف صاحب آئے تھے اور پھر انہوں نے اپنا بیٹا کھو دیا اور آج دوبارہ۔۔۔۔

کیا ہر بار صرف کھویا جاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یا کبھی پایا بھی جاتا ہے۔۔۔۔۔۔

ooooooooooooooooooooooooooooooo

بغور دونوں کا جائزہ لیا میرون بالکل سمپل سا فراک جس کی آستینوں اور گلے پہ شیشے کا کام ہوا تھا اور ساتھ میرون سادہ شلوار اور میرون اسٹالر سے سلیقے سے نماز کے اسٹائل میں مگر قدرے اسٹائلش سا اسکارف بنایا ہوا تھا جو اس کی کہنیوں سے

تھوڑا اوپر تک پھیلا ہوا تھا چہرے پہ نظر جاتے ہی جو سب سے نمایاں چیز تھی وہ اس کا
ٹھوڑی پہ ہوتا گڑھا تھا وہ بلاشبہ ایک پر کشش اور خوبصورت لڑکی تھی
ہلکی سی داڑھی صاف رنگت سلکی بالوں پہ جیل وغیرہ نہیں لگایا تھا جسکی وجہ سے بال
ماتھے پہ بکھرے تھے سفید ٹی شرٹ کے ساتھ بلیک جینز ساتھ وائٹ اینڈ بلیک کے
کنٹراس میں جو گرز پہنے وہ فٹ سا لڑکا پیارا الگ رہا تھا

"تم لوگ یہاں کیوں آئے ہو؟ چہرے کے نقوش تنے ہوئے تھے یعنی کہ اتنے
سالوں بعد بھی انا کی دیواریں قائم تھیں

"کیا ہمیں اپنے ددھیال آنے کے لیے بھی اجازت کی ضرورت ہے؟ سوال کے
بدلے سوال باقی گھر والے بھی انکی آوازوں پہ جمع ہو رہے تھے جہاں راعنہ
پر سکون تھیں وہیں ریبال کے چہرے کی ہوائیاں اڑی ہوئیں تھیں

"تمہارے باپ سے ہمارا کوئی تعلق نہیں" وہی دو ٹوک انداز مگر مقابل بھی راعنہ
اختر تھی

"بابا کو چھوڑیں ہم سے تو ہے نا" مسکرا کر بولی وہاں کوئی سمجھ نہیں پایا تھا کہ پوچھا جا رہا ہے یا بتایا سکون میں رتی برابر فرق نہیں پڑا تھا

"انہیں یہاں کون لایا ہے؟ تیکھے چتونوں سے عالیار کو دیکھا اس نے محض کندھے اچکا دیے

"دادا ابو آپ نے چھبیس سال سے بابا کو عاق نہیں کیا مطلب کے آپ کے دل میں آج بھی ان کے محبت نا سہی مگر نرم گوشہ موجود ہے" یہاں موجود سب افراد کو اس کا پر سکون انداز میں حیرت میں مبتلا کر گیا وہ اس طرح بات کر رہی تھی جیسے وہ ان سے پہلی بار نہیں مل رہی

وہ ہمیشہ حیران کرتی تھی اور ابھی بھی یہی کر رہی تھی

"نکل جاؤ یہاں سے ورنہ۔۔۔۔۔" عالیار کے ساتھ ساتھ سب انکو خاموشی سے دیکھ رہے تھے جیسے انجام کا انتظار ہو جیسے انتظار ہو کہ اٹھائیس سال پہلے چھڑی اس سرد انا کی جنگ کا کیا انجام ہونا ہے۔۔۔۔

"بڑے بابا پلیز چھبیس سال سزا کے طور پہ بہت ہوتے ہیں۔مجھے پتہ ہے جیسے بابا آپ سب کو یاد کرتے ہیں ویسے ہی آپ سب بھی کرتے ہونگے غلطی دونوں طرف کی ہے میں اور ریبال بابا کی طرف سے آپ سے معافی مانگتے ہیں اب تو اسماء چچی کی بھی شادی ہوگئی ہے آپ یہ سب کیوں اور کس لیے کر رہے ہیں پلیز میری خاطر ماضی کو بھول جائیں" وہ جیسے اپنے دادا سے نہیں بلکہ کسی پانچ سالہ بچے سے بات کر رہی ہو اس کے خاموش ہونے پہ کشادہ لاؤنج میں خاموشی چھا گئی یوسف صاحب کے تاثرات ڈھیلے پڑے ان کے دماغ میں تو بس یہ بات اٹک گئی تھی کہ جیسے بابا آپ سب کو یاد کرتے ہیں ویسے ہی آپ سب بھی کرتے ہونگے ریبال اب قدرے اطمینان سے کھڑا تھا

اس خاموشی کو ریبال کی آواز نے توڑا

"بابا آپ ایک بار اپنے غصے کو پسِ پشت ڈال کر سوچیں" وہ چاہ کر بھی انا نا بول سکا

"کیا میں اگر تم لوگوں کی بات مانوں تو تم بھی وقت آنے پہ میری بات مانو گے؟ وہ

کچھ سوچتے ہوئے بولے یعنی انا کی دیوار زمین بوس ہو رہی تھی انہیں تو یہی لگا تھا

"جی پکا وعدہ بابا" اور راعنہ اختر بغیر کچھ سوچے سمجھے خوشی میں وعدہ کر گئی وہ اپنے

بھائی کا پڑھایا سبق بھول گئی کہ

غصے میں فیصلہ اور خوشی میں وعدہ نہیں کرتے۔۔۔۔

چھبیس سال پہلے غصے میں کیے گئے فیصلے کی بدولت کسی کا ماضی اس کے لیے ازیت

بن گیا اور اب چھبیس سال بعد خوشی میں کیا گیا وعدہ نا جانے کیا موڑ لانے والا

تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

www.novelsclubb.com

بلقیس بیگم کبھی روتی تو کبھی مسکرا دیتیں وہ بار بار دونوں کو ماتھا چوم رہیں تھیں وہ

دونوں ہر بار بس مسکرا دیتے یوسف صاحب انسے مل کر دائیں جانب ایک کمرے

میں چلے گئے اور عالیار لاؤنج سے اوپر جاتے گول زینوں (جن پہ بلیک خوبصورت

سی گرل لگی تھی) سے عجلت میں اوپر چلا گیا عفان اور عثمان بھی انکو واپس آنے کا

اشارہ کر کے اندر کی طرف بڑھ گئے

"یہ تمہاری ہاجرہ پھوپھو ہیں" بلقیس بیگم کے کہنے پہ ان دونوں نے نظر اٹھا کر سامنے دیکھا تو آنکھوں میں آنسو لیے ایک عورت کھڑی تھیں جن کے نقوش ان دونوں کو قدرے اختر صاحب جیسے لگے

"السلام علیکم پھوپھو" دونوں نے بیک وقت مہذب انداز میں سلام کیا

"وعلیکم السلام کیسے ہو اختر بھائی کیسا ہے" ان دونوں کو گلے لگا یا بھائی کے ذکر پہ ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے

"بالکل ٹھیک ہیں بابا اور اِنشاءاللہ بہت جلد یہاں ہونگے" ریال کا انداز مان بھرا تھا جس میں محبت احترام تمیز اور شائستگی تھی

"اِنشاءاللہ" ہاجرہ اسکا ماتھا چوم کر آہستہ سے بولی یہ پر خلوص عورت راعنہ کو اپنی عمر سے بڑھی لگی تھی

"ہائے" کچھ فاصلے پہ سینے پہ ہاتھ باندھے لڑکی جسے گھٹنوں سے اوپر تک شرٹ اور

جینز سونے پہ سہاگہ اس کا لاپرواہی سے اوڑھا گیا دوپٹہ یہاں جب سب کو سلیقے سے

دوپٹے اوڑھے ہوئے تھے تو ان سب کے بیچ یہ لڑکی راعنہ کو کافی عجیب لگی

دونوں نے چونک کر اسے دیکھا چونکنے کی وجہ اس کا لہجہ تھا

جانے ایسا کیا تھا لہجے میں ؟؟؟؟

"السلام علیکم "ریبال نے سلام کر کے شاید اسے شرمندہ کرنا چاہا مگر مقابل کو کچھ

خاص فرق نہیں پڑا تھا

"ہائے دا وے میرا نام عدسہ ہے "اس کے لبوں پہ مسکراہٹ تھی

"میں راعنہ اختر اور یہ میرا بھائی ریبال اختر "راعنہ مسکرا کر بتایا

بی جان نے پہلے عدسہ کا لاپرواہی سے اسٹولر نما دوپٹہ دیکھا پھر راعنہ کا اسکارف کے

حالے میں مطمئن چہرہ اس ایک پل میں انکے دل میں موجود عرشین بیگم کے لیے

جو بھی منفی جذبہ تھا ختم ہو گیا "بے شک اس عورت نے اپنے بچوں کی بہت اچھی

تربیت کی ہے "ان کے دل نے دہائی دی تھی اور وہ بھی دل کی بات سے بالکل متفق

تھیں

"بی جان وہ کون ہے" راعنہ عدسہ کو نظر انداز کرتی بلقیس بیگم کی طرف متوجہ ہوئی اور سنگل صوفے کی طرف اشارہ کیا جہاں ایک لڑکی چپ کر کے بیٹھی قدرے نروس لگ رہی تھی اور گھر میں بھی اسے چادر پہنی ہوئی تھی وہی ڈارک اور اسکائی بلیو کلر کے امتزاج میں وہ عدسہ کو مکمل طور پہ نظر انداز کر گئی تھی

"درے بیٹا تم ان سے نہیں ملی" بلقیس بیگم نے اسے مخاطب کیا جو وہ پہلے ہی قدرے نروس تھی سب کے سامنے مخاطب کرنے پہ سٹپٹائی

اس وقت لاؤنج میں صوفوں پہ بیٹھے بس یہی لوگ تھے ہاجرہ پھپھو عدسہ اور درے۔۔۔۔۔

جب وہ نہیں اٹھی تو راعنہ اٹھ کر اس تک گئی

"السلام علیکم کیا تمہیں ہمارا یہاں آنا اچھا نہیں لگا؟ مصافحہ کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں" وہ ہاتھ ملاتے ہوئے منمنائی

"میں راعنہ ہوں اور یہ میرا پانچ منٹ دس سیکنڈ چھوٹا بھائی ریبال اور

تم۔۔۔۔۔۔۔۔"کافی بے تکلفی سے بولی سوائے ایک چہرے کے سب کے

چہروں پہ مسکراہٹ آئی تھی

"میں درِافشاں کریم" وہ ابھی تک نروس ہو رہی تھی

"او گاڈ کیا تم عالیار بھائی کی بہن ہو؟اس کا سر نیم سن کر ریبال اپنی جگہ سے بدکا

"ہاں۔۔۔۔"وہ ہلکا سا مسکرا کر بولی جانے کیا تھا اس کی مسکراہٹ میں خالی پن

اداسی کسی چیز کی حسرت پتہ نہیں کیا راعنہ سمجھ نہیں پائی اسے اس گھر میں ہر بندہ

ایک مسٹری لگ رہا تھا

"بی جان اب سے میں اور درافشاں دوست ہیں" وہ پوچھ نہیں رہی تھی بلکہ بتا رہی

تھی

"نہیں ہنی بھولو مت کہ تم صرف میری دوست ہو ہمیں کسی تیسرے کی ضرورت

نہیں ہے" ریبال اچانک بولا سب نے قدرے حیرت سے اسے دیکھا جبکہ

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

درافشاں اس ساری صورتِ حال سے بوکھلا گئی تھی

"کیوں بھئی میں تو اسے اپنا دوست بناؤں گی تم کون ہوتے ہو بولنے والے" یہ کہہ کر راعنہ باقاعدہ اس کے گلے لگ گئی اس وقت درافشاں کی حالت کاٹو تو بدن میں لہو نہیں والی تھی باقی سب مسکرا دیے

جانے کیوں یہ ڈری سہمی درافشاں عرف درے راعنہ کو اچھی لگی تھی حالانکہ انکے مزاج میں زمین آسمان کا فرق تھا اسے دیکھ کر اسے بے اختیار گاڑی میں دُراب سے ہوئی باتیں یاد آئیں جس پہ وہ بس مسکرا دی اس کا ٹھوڑی کا گڑھا کبھی ڈوبتا کبھی ابھرتا-----

اور وہ بھی ادھر ہی صوفے پہ بیٹھ کر انسے باتیں کرنے لگی وقفے وقفے سے ہاجرہ پھپھو اور بی جان کی آنکھوں میں آنسو آجاتے درافشاں اندر کی جانب چلی گئی تھی---------

"بڑی بی بی کیا چھوٹے صاحب آگئے عینا بی بی رو رہی ہیں" اس نے مڑ کر دیکھا تو

ایک سولہ سالہ لڑکی ہاتھ میں روتی ہوئی کچھ ماہ کی بچی کو تھامے احترام سے پوچھ رہیں تھیں

"لاؤ اسے میرے پاس" بی جان کے کہنے پہ وہ اس نے اس بچی کو انکے حوالے کیا

"ماشاءاللہ بی جان یہ کون ہے" راعنہ نے لپک کر اسے اٹھایا اور اس خوبصورت سی بچی کے ماتھے پہ اپنے لب رکھے اس کے نقوش اسے کافی جانے پہچانے لگے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"یہ عالیار کی بیٹی ہے عینا" راعنہ کی آنکھوں کی پتلیاں سکڑیں اور لب اس کی پیشانی پر ہی ساکت ہوئے مگر اگلے ہی لمحے وہ اپنے تاثرات پہ مکمل قابو پا چکی تھی دھیرے سے لب ہٹائے مسکرا کر اس بچی کو دیکھا

"ماشاءاللہ یہ بہت خوبصورت ہے" بی جان کو دیکھتے ہوئے کہا اس کی بات پہ بی جان مسکرا دی وہ پوچھنا چاہتی تھی کہ

عالیار کی بیوی کہاں ہے؟

ہم سے ملی کیوں نہیں؟

مگر پتہ نہیں کیوں وہ پوچھ نہ سکی

"بی جان نورا اٹھ گئی" اوپر سے آواز آئی تھی اس نے اوپر دیکھا تو وہ سیاہ فارمل ڈریس میں ریلنگ سے جھانکتا پوچھ رہا تھا

"ہاں بیٹا اٹھ گئی ہے تھوڑی دیر میں بجھواتی ہوں" بی جان نے مسکرا کر پہلے راعنہ کی گود میں عینا کو دیکھا پھر اوپر دیکھ کر اسے کہا

"لیکن بی جان۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اب وہ زینے اتر رہا تھا راعنہ بھی صوفے سے اٹھ کر اس کی طرف بڑھی بی جان اور ہاجرہ پھوپھو ریبال کی طرف متوجہ تھیں

"مسٹر عالیار آپکی بیٹی بہت پیاری ہے لگتا ہے اپنی ماں پہ گئی ہے" ابھی وہ آخری زینے پہ تھا کہ راعنہ اس کے پاس آتی ہوئی بولی صوفے فاصلے پہ رکھے تھے اور اس کی آواز قدرے دھیمی تھی اس لیے صرف عالیار ہی سن سکا

"تمہارا مطلب کہ میں بدصورت ہوں" راعنہ نے کچھ اسطرح انداز میں عینا کی

تعریف کی کہ وہ کہے بنا نا رہ سکا

"کافی عقلمند لگتے ہیں" نظریں ہنوز عینا کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں

"میں نے آپکو کافی تمیزدار سمجھا تھا"

"مجھے خوشی ہے کہ میں نے تمہیں غلط ثابت کر دیا" پر سکون لہجے میں تمہیں پہ زور دے کر کہا

"مجھے حیرانی ہے کہ آپ دُراب کی بہن ہیں" وہ جانے کیوں اس لڑکی سے بحث کر رہا تھا

"مجھے حیرانی ہے کہ تم درافشاں کے بھائی ہو" وہ بھی ترکی بترکی بولی

اس کی چلتی زبان دیکھ کر عالیار بس اسے گھور کر رہ گیا ہاتھ آگے کیے تو اس نے عینا کو اس کے ہاتھوں میں دیا عینا خاموشی سے کبھی اپنے باپ کو دیکھتی اور کبھی راعنہ کو جہاں راعنہ کے چہرے پہ پر سکون مسکراہٹ تھی وہیں عالیار کے چہرے پہ ناپسندیدگی اور جھنجلاہٹ تھی

ooooooooooooooooooooooooooooooo

"یااللہ بی جان ابھی تک آپ لوگ ادھر ہی بیٹھے ہیں یار خوف خدا کریں یہ دونوں مسلسل تین گھنٹے کا سفر کر کے آئیں ہیں" عفان حیرانگی سے بولا کیونکہ وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے ادھر ہی بیٹھے تھے

"ہاں بیٹا جاؤ فریش ہو جاؤ پھر لنچ ساتھ میں کرتے ہیں" بی جان مسکرا کر بولی جواباً وہ دونوں بھی مسکرا دیے

"عفی ریبال کو اپنے کمرے کے سائیڈ والا کمرہ دو اور راعنہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

اس نے جلدی سے بی جان کی بات کاٹی "بی جان میں درافشاں کے ساتھ شئیر کر لوں گی" اس کی بات پہ جہاں ریبال نے آنکھیں گھمائی وہیں بی جان اور ہاجرہ پھوپھو ہنس دیں

"ٹھیک ہے جیسے تمہیں اچھا لگے"

"تھینک یو دادی جان" وہ انکا ماتھا چومتے ہوئے بولی ریبال نے بھی ماتھا چوما اور وہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہاں سب کو حیران چھوڑ کر اندر کی طرف بڑھے عفان کندھے اچکا کر چل پڑا۔۔۔

ان کے بیچ سے تکلف کی دیواریں گر چکی تھیں جس میں بھی زیادہ ہاتھ راعنہ اور ریبال کا تھا

oooooooooooooooooooooooooooooo

وہ دونوں عفان کے پیچھے چل رہے تھے جب

"یہ درے کا کمرا ہے مس حسین شہزادی"

"عفان اگر مزید مجھے ایسے پکارا تو میں تمہیں ایسا سبق سکھاؤں گی کہ ساری زندگی یاد رکھو گے"

"ارے مس حسین شہزادی۔۔۔۔۔۔۔۔۔"اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتا راعنہ نے ایک پنچ اس کے گال پہ مارا

"ہنی یار کنڑول یور سیلف "ریبال نے گال پہ ہاتھ رکھے عفان کو دیکھا پھر غصے سے راعنہ کی طرف مڑا

www.novelsclubb.com

"مجھے امید ہے کہ آئیندہ میرے سامنے زبان کا استعمال کرنے سے پہلے اس مختصر سے ڈیمو کو یاد رکھو گے" انداز پر سکون تھا وہ ریبال کو مکمل نظرانداز کر گئی

"راعنہ" ریبال نے دانت پیس کر اسے پکارا

"راعنہ۔۔۔" اس سے پہلے کہ عفان مزید بولتا راعنہ نے اس کی بات کاٹی "تمہیں یاد ہو تو میں نے کہا تھا کہ راعنہ اختر سے دشمنی بہت مہنگی پڑے گی"

"لیکن تم نے ہاتھ کیوں اٹھایا" وہ ابھی تک جیسے صدمے میں تھا

"کسی کا غصہ اتارنا تو تھا ہی تو تم پہ کیوں نہیں" عجب بے نیازی سے کہا اسے سمجھ نہیں آیا کہ اسے غصہ اس کی شادی کی خبر پہ آیا ہے یا اس کی بحث پہ

"کسی لڑکی پہ غصہ اتار دینا کیونکہ میں تو تمہیں ایک نازک شہزادی سمجھ کر چھوڑ رہا ہوں ورنہ اکثر لڑکے ایسڈ بھی پھینکتے ہیں چہرے پہ" راعنہ نے ہونہہ کر کے سر جھٹکا اور کمرے میں داخل ہونے لگی

اسے کمرے میں جاتا دیکھ کر دوبارہ عفان کی زبان پھسلی "کیا تم معافی نہیں مانگو

www.novelsclubb.com

گی" عفان کی بات پہ اس کا گیٹ کے ہینڈل پہ رکھا ہاتھ ایک پل کے لیے تھما آنکھوں میں تحیر آیا وہ پوری نہیں مڑی صرف گردن موڑ کر عفان کی آنکھوں میں دیکھا

"ہو سکے تو کسی تھیراپسٹ کے پاس جاؤ میرا یقین کرو ٹھیک ہو جاؤ گے"

اور بغیر اس کا جواب سنے اندر کی طرف بڑھ گئی ریبال نے بند دروازے کو گھورا عفان بھی بس گھور کر رہ گیا

وہ آگے بڑھے تو ریبال نادم سا بولا "عفان یار سوری"

"او نہوں اٹس اوکے یہ ہماری لڑائی ہے اور مجھے پتہ ہے وہ آئندہ ہاتھ نہیں اٹھائے گی" مسکراتے ہوئے کہا جیسے کچھ ہوا ہی نا ہو تھوڑا آگے بائیں جانب ایک کمرہ چھوڑ کر دوسرا کھولا

کمرے کا دروازہ کھولا کمرے کی دیواروں پہ گرے پینٹ ہوا تھا نیچے میرون دبیز قالین بچھا تھا کھڑکیوں پہ گرے میرون پردے جن پہ گولڈن رنگ کے اسکوائر

میں باکس بنے تھے دائیں جانب ایک بیڈ رکھا تھا جس پر میرون رنگ کی بیڈ شیٹ بچھی تھی (اس پہ سیاہ اور ریڈ کلر کے پھول بنے ہوئے تھے) بائیں جانب اٹیچ باتھ روم تھا اور سائیڈ ٹیبل جس پہ جدید طرز کا لیمپ بھی رکھا تھا البتہ باقی کسی بھی فرنیچر سے روم پاک تھا کمرا بڑا بھی نہیں تھا اور چھوٹا بھی نہیں تھا لیکن پیارا لگ رہا تھا شاید صاف ستھرائی کی وجہ سے۔۔۔

"فریش ہو جاؤ اور ہاں یہ والا کمرا ہمارا ہے اگر ڈر لگے تو آجانا" آخری بات سائیڈ والے کمرے کی طرف انگشتِ شہادت سے اشارہ کر کے شرارت سے کہی تھی

ریبال اس کے ہاتھ سے اپنا بیگ لے کر اندر بڑھ گیا اس کی بات پہ صرف سر ہلا دیا وہ واقعی راعنہ کی حرکت کی وجہ سے شرمندہ ہو گیا تھا

oooooooooooooooooooooooooooo

کمرے کے بیچ و بیچ کھڑے ہو کر طاہرانہ جائزہ لیا

دیواروں پہ گرے پینٹ کھڑکیوں پہ پڑے گرے اور گولڈن کلر کے امتزاج میں

خوبصورت پردے اٹیچ باتھروم دائیں جانب دیوار گیر لائیٹ براؤن رنگ کی الماری جس پہ میرون رنگ سے نقش و نگار بنے تھے ایک بیڈ جب رخ پیچھے کی طرف کیا تو خود بخود اس کے قدم آگے کی طرف بڑھے جہاں گول لکڑی کی میز رکھی تھی جس کا رنگ بھورا تھا اسکے ساتھ ہی ایک کرسی بھی تھی ٹیبل پہ پین ہولڈر جس میں مختلف قسم کے قلم تھے اور ایک خوبصورت سی سیاہ کور والی ڈائری رکھی ہوئی تھی ایک پل کو راعنہ کا دل کیا اس ڈائری کو اٹھا کر پڑھ لے مگر پھر فلحال تجسس پہ اخلاقیات غالب آ گئیں

ooooooooooooooooooooooooooooooooooooooo

www.novelsclubb.com

فریش ہونے کے بعد وہ آ کے لیٹ گیا چھت کو دیکھتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ کچھ گھنٹوں میں کیا ہو گیا ہے

(شکر دادا ابو نے بابا کو معاف کر دیا اب سب ریلکس رہیں گے)

وہ فریش ہوئی اور آ کے کھڑکی پہ گرا پردہ سرکا کر باہر دیکھا تو سامنے کیاریوں میں

لگے رنگ برنگے پھول اور دور تک پھیلا سبزہ زار اور سامنے گھنا پام کا درخت موڈ پہ کافی اچھا اثر ڈال رہے تھے

(دادا ابو نے صرف ایک ملاقات پہ معاف کر دیا آخر کیا سوچ کر یا اللہ اب اور مزید پریشانیاں ہو رہی ہیں)

وہ اوپر چلتے پنکھے کو دیکھ رہا تھا جو گول گول گھوم رہا تھا بالکل اس کے ذہن میں گھومتی سوچوں کی طرح

(یہاں دادا ابو کا تو مسئلہ حل ہو گیا اب بابا کو کیسے بتائیں گے)

اس کی نظریں پھولوں پہ تھیں جہاں تتلیاں اڑ رہی تھیں آ جا رہی تھیں اس کے ذہن میں آتی جاتی سوچوں کی طرح

(بابا کو تو سنبھال لیں گے مسئلہ سارا دادا ابو کا ہے کہ ان کے دماغ میں چل کیا رہا ہے اور میں بھی بیوقوف سیدھا بغیر سوچے سمجھے وعدہ کر دیا)

دروازے پہ ہوئی دستک نے اسے چونکایا اجازت دینے پہ باہر سے ہی عفان نے بلایا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کہ آجاؤ کھانا ریڈی ہے

(آہہ راعنہ دیکھتے ہیں اس سفر کی منزل کیا ہوتی ہے)

دروازے پہ ہوتی دستک نے اسے خیالوں سے نکالا

"کون؟"

"راعنہ آجاؤ سب کھانے پہ انتظار کر رہے ہیں" عثمان کی آواز نے اسے خیالات جھٹکنے پر مجبور کر دیا

"ہاں ہاں بس آئی" وہ بول کر عجلت میں اسکارف بنانے لگی جو وہ کمرے میں آکر کھول چکی تھی

www.novelsclubb.com

مطلب یہ بدتمیز اسمو کر بھی ہو گا اور اس کی۔۔۔ وہ اس آگے کچھ سوچ نا سکی یا شاید سوچنا چاہا ہی نہیں

بے شک وہ دونوں جڑواں تھے مگر دریا کے دو مختلف کنارے تھا ایک کو جہاں پرسکون رہنے کے سارے گر معلوم تھے وہیں دوسرا جلد باز

ایک کا دماغ منفی تو دوسرا اثبت سوچتا اس کے باوجود وہ یک دل دو جان تھے۔۔۔

٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥

وہ دونوں جب عثمان اور عفان کے پیچھے حال میں داخل ہوئے تو انہیں حیرت ہوئی کیونکہ وہ جو کسی میز کی توقع کر رہے تھے بلکہ انکی توقع کے برعکس حال میں دستر خوان بچھا ہوا تھا اور اطراف میں تمام گھر والے بیٹھے تھے ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر کندھے اچکا کے آگے بڑھے اور جو جگہ بچی تھی وہی بیٹھ گئے (سربراہی جگہ پہ دادا جان بیٹھے تھے ان کے دائیں طرف بی جان بائیں طرف بی جان کے بغل میں ہاجرہ پھوپھو پھر خالدہ تائی اور اسماء چچی جن کی شادی اکبر چاچو سے ہو گئی تھی اسماء چچی کے بعد عدسہ پھر درافشاں راعنہ درافشاں کے سائیڈ میں بیٹھ گئی دادا جان کے بائیں جانب عالیار پھر کریم تایا اکبر چاچو اور اس کے سائیڈ میں ایک نیا چہرہ تھا پھر عثمان بیٹھا عفان اور اس کے سائیڈ میں ریال راعنہ اور عفان آمنے سامنے بیٹھے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔)

"درے یہ سب پہلے کہاں تھے ؟ جب اس سے مزید رہا نا گیا تو آرام سے درافشاں سے پوچھ بیٹھی

" ککلکون "قدرے اٹک کر پوچھا

" یار ایک تو مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ تم اتنا ڈرتی کیوں ہو "وہ اب برائے راست اس کے چہرے پہ نظریں جمائے پوچھ رہی تھی

"میں____________"

" کیا ہوا بیٹا ؟ دادا کی آواز سن کر درافشاں سٹپٹائی

راعنہ نے سر سری نگاہ سب پہ ڈالی جو کھانا چھوڑ کر اس کی طرف دیکھ رہے تھے

" دادا ابو میں اس سے پوچھ رہی تھی کہ یہ سب لوگ پہلے کہاں تھے اور یہ اس پہ ایسے پریشان ہو رہی ہے جیسے میں نے کسی کے قتل کرنے کا بول دیا ہو "

" آہھہ ہنی یہ تمہاری صاف گوئی "ریال بس سوچ کر رہ گیا

" راعنہ بیٹا عالیار سے تو تم مل چکی ہو یہ کریم ہیں تمہارے تایا ابو یہ تمہارے اکبر

چاچو یہ (انکے سائیڈ میں بھورے بالوں والا لاپرواہ سا لڑکا بیٹھا تھا) بازل اکبر کا بیٹا ہے یہ تمہاری اسماء چچی ہیں اور یہ خالدہ تائی۔۔۔۔۔دادی نے بتا کر اس کے تاثرات دیکھے جو دلچسپ تھے لبوں پہ خوبصورت سی مسکراہٹ احاطہ کیے ہوئے تھی مسکرانے کی وجہ سے ٹھوڑی پہ ہوتا گھڑا مکمل چھپ گیا تھا کسی نے بہت غور سے اس چھپن چھپائی کے کھیل کو دیکھا اور پھر نظریں پھیر لیں۔۔۔

"السلام علیکم میں تو آپ سب کو جان گئی اب میں بتاتی ہوں میں راعنہ اختر اور یہ میرا چھوٹا بھائی ریبال اختر" چھوٹا بولے جانے پر ریبال بس دانت پیس کر رہ گیا

"بیٹا ہم تو آپ کو جانتے ہیں بابا نے ہمیں بتا دیا ہے اور آپ سے پہلے اس لیے نہیں مل پائے کیونکہ میں اس وقت یہیں پاس ہی میں گئی ہوئی تھی" یہ مسکراتے ہوئے وضاحت دینے والی خالدہ تائی تھیں

راعنہ اور ریبال نے انکی وضاحت دینے پہ صرف سر ہی ہلایا وہ پوچھنا چاہتی تھی کہ عالیار کی بیوی کہاں ہے لیکن خاموش ہی رہی۔۔۔۔

کھانا کھانے کے بعد درے تو جانے کہاں غائب ہو گئی تھی باقی سب بھی اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔۔۔

....

حویلی کے بائیں جانب موجود ریال کو دیے گئے کمرے میں جھانکو تو وہ دونوں کسی سے ویڈیو کال پہ بات کر رہے تھے

"بھیا i can't belive this کہ دادا ابو اتنا جلدی کیسے مان گئے؟

دراب کے چہرے سے بھی پریشانی جھلکنے لگی تھی

"فار گاڈ سیک ریبی دلائل ہی ایسے تھے کہ انہیں ماننا پڑا اس میں اتنا ایشو کرنے والی کیا بات ہے" راعنہ نے جھنجھلا کر کہا

"گڑیا ریبی ٹھیک کہہ رہا ہے میرا بچہ کیا تم دونوں نے ان کے ساتھ کوئی ڈیل وغیرہ

تو نہیں کی جانے کس خیال کے تحت دراب نے یہ پوچھا تھا

راعنہ خاموش رہی اس سے کوئی جواب ہی نہیں بن رہا تھا

"کیا میں اگر تم لوگوں کی بات مانوں تو تم بھی وقت آنے پہ میری بات مانو گے؟

"جی پکا وعدہ بابا" اس کے زہن میں دادا جان سے ہوئی گفتگو لہرائی ریبال نے راعنہ کو دیکھ کر نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبایا اور راعنہ کے آنکھوں ہی آنکھوں میں نفی میں اشارہ کرنے کو نظرانداز کرتے سب دراب کو بتادیا راعنہ بس اسے آنکھیں دکھاتی رہ گئی تھی

"اوہ مائی گاڈ راعنہ" دراب بس اتنا ہی کہہ سکا وہ کہتا بھی تو کیا

"مجھے نہیں پتہ کچھ بھی کل مجھے تم دونوں کراچی میں چاہیے ہو" لہجے میں کوئی لچک نہیں تھی وہ جانے کیسے ضبط کر رہا تھا

"بھیا۔۔۔۔۔۔"

"واٹ بھیا راعنہ میں نے کہا مزید نہیں رکو گے تو نہیں رکو گے میں عالیار سے بھی

بات کرتا ہوں"کال تو کٹ گئی تھی مگر ان دونوں کو سانپ سونگھ گیا تھا یہ دراب نے اس سے کس لہجے میں بات کی تھی راعنہ جھٹکے سے اٹھی اور بغیر ریبال پہ ایک بھی نگاہ ڈالے باہر نکل گئی یہ تو طے تھا کہ دراب نے انکو مزید ادھر نہیں رکنے دینا تھا

....

وہ اپنے بیڈ پہ نیم دراز تھا اس کے سینے پہ اس کی متاعِ جان تھی اس سے باتیں کر رہا تھا اور وقفے وقفے سے اس کے پیٹ پہ گدگدی کرتا تو پورا کمرہ اس کی ننھی کلکاریوں سے گونج اٹھتا یہی تو اس کی زندگی تھی جان بستی تھی اس کی عینا میں وہ سب کے لیے عینا اور اس کی نور تھی۔۔۔

اچانک موبائل کی رنگ نے ان باپ بیٹی کو ڈسٹرب کیا اس نے اسی طرح لیٹے لیٹے سائیڈ ٹیبل سے موبائل اٹھایا اب نور خاموشی سے ٹکر ٹکر بس اسے دیکھ رہی تھی

"اتنی مجال کہ عالیار اور اس کی نور کو ڈسٹرب کیا؟

"مجال والے پہلے میری بات سن جب راعنہ وعدہ کر رہی تھی تب تو کہاں مرا پڑا تھا؟ وہ سید حامد عے کی بات پر آیا تھا غصہ بھی واضح تھا

"کونسا وعدہ" وہ اب اٹھ کے بیٹھ چکا تھا نور اس کی بائیں ہاتھ میں موجود انگھوٹی کے ساتھ کھیل رہی تھی اور وہ اسے دیکھ رہا تھا اور تحمل سے مقابل کی ڈانٹ سن رہا تھا

"یار وہ دادا جان نے ایسے ہی بات کی اب دادا جان کو اس سے کیا کام پڑ سکتا ہے؟

"دعا کرو ایسا ہی ہو میرے بھائی" اس کے لہجے میں ابھی بھی خدشے تھے

"یار تیری بہن میری سوچ سے بھی آگے کی چیز ہے مجھے اندازا نہیں تھا کہ وہ اتنا جلدی بابا کو کنوینس کر لے گی" ایک پل کے لیے زہن کے پردے پہ اس کی نڈر شبہیہ لہرائی مگر اس کی تلخ کلامی یاد آتے ہی وہ سر جھٹک کر دوبارہ دراب کی بات سننے لگا تھا

"میرے بیٹے کو ہلکے میں لینے کی غلطی مت کرنا دوست ورنہ کھوگے کہ میں نے

پہلے ہی خبر دار نہیں کیا" انداز شرارتی سا تھا اس نے گہرا سانس بھرا جانے کیوں راعنہ اسے عجیب سی لگی تھی وہ اسے دل ہی دل میں سب کی لاڈلی ایک بگڑی امیر زادی کا لقب دے چکا تھا

"میں تو تمہیں بھی سستے میں نہیں لیتا کجا کے تمہارے ٹوئینز" اس کی بات پہ دراب کی ہنسی کی آواز آئی تھی زندگی سے بھرپور ہنسی اور پھر دراب نے اسے منا ہی لیا کہ وہ کل ان دونوں کو خود لا رہا ہے نا چاہتے ہوئے بھی اس نے حامی بھر لی تھی جانے کیوں یہ جتنا اس لڑکی سے دور بھاگ رہا تھا سب اسے اتنا ہی نزدیک کر رہے تھے اسے اپنی بیٹی کے علاوہ لڑکی زات پسند نہیں تھی اور راعنہ اختر وہ تو بالکل بھی پسند نہیں تھی۔۔۔

....

وہ اپنے اور درافشاں کے مشترکہ کمرے میں کھڑکی کے پاس باہر حویلی کے صحن میں لگے پودوں پہ نظریں جمائے ساکت کھڑی تھی وہ اداس تھی اور اداسی اس کے

چہرے سے واضح جھلک رہی تھی اور بیڈ پہ پڑا موبائل بج بج کے بند ہو جاتا لیکن وہ اس کی رنگ سے بھی ٹس سے مس نا ہوئی یوں ہی بس باہر دیکھ رہی تھی نظریں حویلی کے لان میں مرکوز تھی جبکہ دماغ بہت سی سوچوں کی آماہ جگہ بنا ہوا تھا جانے کیوں اسے لگ رہا تھا کہ اسے یہاں نہیں آنا چاہیے تھا

یہاں آتے ہی زندگی میں پہلی بار دراب نے اس سے اس انداز میں بات کی تھی

جانے آگے کیا ہوتا

اور کیا اسے وعدہ کرنا چاہیے تھا؟ لاشعور میں یہ سوال گونجا تھا

"ہاں نہیں پتہ نہیں" اسے کوئی تسلی بخش جواب نہیں مل رہا تھا دماغ جھنجھلا رہا تھا شروع میں اسے لگا تھا کہ بابا نے ایسے ہی وعدے کا کہہ دیا لیکن اب اسے واقعی ڈر لگ رہا تھا اور یہ تو طے تھا کہ وعدہ اس نے پورا کرنا ہے پھر چاہے کچھ بھی کیوں نا ہو۔

....

دراب نے اسے بہت کالز کیں تھی اس نے نہیں اٹھائی تھیں تو نہیں اٹھائیں ریبال نے اسے منانے کی کوشش کی لیکن وہ اسے مکمل طور پہ نظرانداز کر گئی تھی اس کا دل اداس ہو رہا تھا وہ سب کے ساتھ بیٹھی باتیں بھی کیں دیر تک لیکن اسے سب خالی خالی لگ رہا تھا کیا یہ صرف دراب کی ڈانٹ کی وجہ سے ہے دل کی اس دہائی پہ اس نے اسے بری طرح جھڑک دیا تھا

بی جان اور ہاجرہ پھوپھو سونے کے لیے اٹھیں تو وہ بھی اپنے اور درے کے مشترکہ کمرے کی طرف بڑھ گئی

"یار تم بولتی نہیں ہو؟ اس نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے درافشاں کو لتاڑا

"ممیں" وہ بوکھلاتی بس اتنا ہی بولی

www.novelsclubb.com

"کیا ہے یار" اس کے پاس ہی بیڈ پر بیٹھتے مایوسی سے نفی میں سر ہلایا

درے بس ادھر ادھر دیکھنے لگی

"تمھیں پتہ ہے مجھے ڈبو سی لڑکیاں بالکل نہیں پسند" درے نے آنکھیں اٹھا کے

اسے دیکھا آنکھوں میں نمی در آئی تھی

"میں ڈبو نہیں ہوں" گویا احتجاج کیا

"اچھا چار لوگوں میں تمہاری آواز تو نکلتی نہیں ہے"

"آپ میرا مزاق اڑا رہیں ہیں" اس کی آواز میں نمی گھل گئی تھی اور جانے ایسا کیا تھا

اس کے لہجے میں کہ راعنہ ٹھٹھک گئی

"نہیں یار میں ایسے ہی بول رہی تھی" کہتے ساتھ ہی وہ درے کے گلے لگ گئی

درافشاں بوکھلائی مگر وہ ہنوز گلے لگی رہی کچھ لمحوں بعد کمرے میں موجود ہر چیز نے

دیکھا کہ ہر وقت چپ چپ رہنے والی درافشاں کریم مسکرائی تھی اور اس کے

خوبصورت ہونٹوں پہ راعنہ اختر کی وجہ سے یہ پہلی مسکراہٹ آئی تھی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اچھا بات سنو کیا مجھے چائے مل سکتی ہے؟ کچھ دیر بعد اس نے پکارا تو در ے اس کی بات سن کر بغیر کچھ کہے بس سر اثبات میں ہلا کر بیڈ سے اتری اور دونوں کچن کی طرف چلی گئیں

"اماں ہم ادھر ہی پڑھیں گے نا"

"عفان تم یہ بات کیوں نہیں سمجھتے کہ میں تمہیں کامیاب انسان دیکھنا چاہتی ہوں" محبت بھرے لہجے میں ڈپٹا عفان کا سر انکی گود میں تھا اور عثمان سامنے بیڈ کی پائینتی کے پاس بیٹھا تھا جہاں عفان ہاجرہ سے اپنے لاڈ اٹھواتا تھا وہیں عثمان ریزرو سا رہتا تھا

"لیکن اماں آپ سے اتنا دور۔۔۔۔۔۔"

"عفان صرف دو سال کی بات ہے اپنی وجہ سے اماں کو اپ سیٹ نہیں کرو" عثمان

کے ٹوکنے پہ جہاں عفان نے منہ بنایا وہیں ہاجرہ بیگم مسکرا دیں تھیں انہیں ہمیشہ عثمان میں اس کے باپ کا عکس نظر آتا تھا جو انکو اور انکے چار سالہ بچوں کو اس دنیا کے سرد و گرم کے حوالے کر کے ایکسیڈینٹ میں چل بسے تھے اور تب سے ان کی متاعِ زیست بس انکے یہ دونوں بچے تھے

"اماں کیا دو سال صرف بس ہوتے ہیں اور دوسرا یہ دو سال اس کھڑوس کی تحویل میں؟ کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے اس نے جھرجھری لی

"عفی اتنا پیارا تو بچہ ہے بیچارہ "اماں کو کہاں برداشت تھا کہ کوئی انکے لاڈلے بھتیجے کو کچھ بولے

"اماں وہ کہاں سے بچہ ہے ایک بچی کا باپ ہے اور آپکو پتہ ہے آپکی یہ نئ بھتیجی عالیار بھائی سے بھی چار ہاتھ آگے کی چیز ہے "اس کی نئ بھتیجی کہنے پہ اماں کے ساتھ ساتھ عثمان بھی مسکرا دیا جبکہ عفان منہ بنا گیا تھا

www.novelsclubb.com

یہ ایک خوشگوار صبح تھی موسم خاصہ خوشگوار تھا بادل آسمان پہ ڈھیرا جمائے ہوئے تھے پرندے رزق کی تلاش میں نکلتے اللہ کی حمدوثناء بیان کر رہے تھے ایسے میں صبح کو اس کی آنکھ کھلی تو نماز پڑھنے کے بعد وہ کھڑکی کے پاس کھڑی ہو گئی یہاں سے لان بہت خوبصورت دکھتا تھا درافشاں باہر جا چکی تھی وہ جانتی تھی دراب نے عالیار سے بات کر لی ہو گی اور آج وہ دوبارہ چلیں جائیں گے اور وہ سوچ رہی تھی کہ عالیار کی بیوی کہاں ہے شاید اپنے میکے گئی ہو لیکن اس کی بیٹی تو ادھر ہی تھی کچھ سمجھ نا آنے پہ اس نے اپنے خیالوں کو جھٹک دیا وہ کل رات چاہنے کے باوجود بھی درافشاں سے پوچھ نہیں پائی تھی اس نے سر جھٹک کر گویا سوچوں کو جھٹکا اور کمرے سے باہر نکلی ابھی وہ لاؤنج سے نکل رہی تھی کہ اپنے نام کی پکار پہ مڑی

"جی"

"تم کہاں جارہی ہو؟اس کا تم کہنا اسے سخت ناگوار گزرا تھا

"آئندہ مجھے تم کہہ کر مخاطب نہیں کرنا بلکہ مخاطب ہی نہیں کرنا"اور بغیر اس کے جواب کا انتظار کیے وہ بے نیازی سے لاؤنج کا دروازہ پار کرگئی پیچھے لاؤنج میں کھڑا بازل اس کی ادائے بے نیازی دیکھتا تلملا گیا تھا

اسے اب سر درد ہونے لگا تھا پہلے بابا سے جھوٹ بول کر آنا پھر عالیار سے جھڑپ پھر دراب کا ڈانٹنا اور اب بازل کا بدتمیزانہ لہجہ اور ریال سے ناراضگی سب نے مل کر سر بھاری سا کردیا تھا

www.novelsclubb.com

"تم کیا کررہی ہو؟اس آواز پہ کچن میں چائے بناتی درے کے ہاتھ کانپے تھے

"ماما چائے" ہلکے سے منمنائی نظریں ہنوز جھکی ہوئی تھیں

"یہ جو تم اس لڑکی سے دوستیاں بڑھا رہی ہو سنبھل جاؤ" انکے لہجے میں راعنہ کے لیے نفرت دیکھ کر درے واقعی حیران ہوئی تھی

"ماما۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اس نے کچھ کہنا چاہا لیکن خالدہ تائی کے سپاٹ تاثرات نے اسے چپ رہنے پہ مجبور کر دیا

"اس لڑکی کے ساتھ تو میں تمہیں بالکل بھی نا دیکھوں جیسی ماں ویسی بیٹی" تنفر سے کہتے جیسے آئی تھی ویسے چلی گئی پیچھے کچن کی کھڑکی سے آتی سورج کی کرنوں نے اس ڈرپوک سی لڑکی کی آنکھوں میں آئے آنسوؤں کو تاسف سے دیکھا جو اس نے بے دردی سے رگڑ لیے تھے

"کاش کوئی آئے اس کے آنسو چن لینے والا۔۔۔" سورج کی کرنوں نے چپکے سے سرگوشی کی

"اور اس کی زندگی سے دکھوں کو سمیٹنے والا" چولھے پہ جلتی آگ نے آگے سے ٹکڑا لگایا

اس کی چائے تیار ہو چکی تھی اس لیے وہ چولھا بند کرتی چائے اٹھا کر باہر نکلی تو کرنیں بھی مایوسی سے واپس پلٹ گئیں۔۔۔

وہ سبزے میں جوتے اتار کر واک کر رہی تھی ابھی اسے آئے کچھ دیر ہی گزری تھی کہ ریبال کے بلانے پہ اس نے چونک کے اسے دیکھا لیکن پھر نظریں پھیر لیں

"ہنی معاف کر دو پلیز"

"کس لیے؟ بے گانگی سے پوچھا

"مجھے بھیا کو نہیں بتانا چاہیے تھا" وہ اپنی غلطی کا اعتراف کرتا اسکے ساتھ ساتھ واک کرنے لگا تھا

"لیکن تم نے بتا دیا"

"آئی ایم سوری" وہ واک کرتے کرتے رکی دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر جب ریبال کی طرف مڑی تو چہرہ سپاٹ تھا "کیا تمہارے سوری کرنے سے میں بھول گئی کہ بھیا کی وجہ سے مجھے دکھ ہوا ہے؟

"نہیں" یک لفظی جواب دیا لہجہ پشیمان سا تھا

"تو پھر کیا فائدہ اس سوری کا" وہ اتنی تلخ تو نہیں تھی

"راعنہ ایک بندہ جب اپنی انا کو پسِ پشت ڈال کر سوری کرے تو مجھے لگتا ہے کہ ہمیں اسے معاف کر دینا چاہیے"

"مجھے ایسا نہیں لگتا" اس کی بات پہ وہ مسکرا دیا جانتا تھا اب صرف ناراضگی کا ڈرامہ کیا جا رہا ہے وہ اپنی فرسٹیشن اس پہ نکال رہی تھی اور وہ جانتا تھا

"اچھا آؤ تمہیں کچھ دکھاؤں" وہ اپنے جوتے پہنتے ہوئے بولا

"مجھے نہیں دیکھنا" انداز ہنوز روٹھا روٹھا سا تھا

"ہاں ہاں بس ادھر حویلی کے پیچھے کی طرف ہے" وہ کمالِ اداکاری سے اس کی بات

نظر انداز کر گیا تھا اور اس کی کلائی تھامے اپنے ساتھ تقریباً کھینچتا ہوا حویلی کی پچھلی جانب لایا تھا وہ بھی کٹی ڈال کی طرح اس کے ساتھ کھنچتے چلی گئی

اور سامنے کا منظر دیکھ کر واقعی حیرت اور خوشی سے اس کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی تھی

"یہ کب جا رہے ہیں" بیڈ پر دھپ سے بیٹھتے ہوئے اپنے بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا بناتے ہوئے نخوت سے بولی

"عدسہ تمہیں کیا مسئلہ ہے ان سے؟

"اچھا میرا مسئلہ چھوڑیں آپ نے اپنی بیٹی کی دوستیاں دیکھیں ہیں؟ خالدہ تائی کے کمفرٹر طے کرتے ہاتھ ایک پل کے لیے ساکت ہوئے

"عدسہ وہ میری نہیں ماریہ کی بیٹی ہے" لہجہ نفرت سے بھرا تھا

"اور آپ کے شوہر کی بھی" ڈھیلا جوڑا دوبارہ کھل چکا تھا وہ بات کو مکمل طور پر بدل چکی تھی

"عدسہ لاکھ بار بولا ہے کہ اس ناگن کے بچوں کو مجھ سے یا کریم سے نہیں جوڑا کرو"

حویلی کے دیواروں نے تاسف سے انکے لہجوں میں چھپی نفرت اور آنکھوں میں موجود شیطانیت کو دیکھا جانے ایک حسد نے کتنوں کا نقصان کروایا تھا اور مستقبل میں کروانا تھا

لوگ یہاں کے کالے بچھو

ہر پل ڈسنے والے بچھو

تھا معلوم کہ ڈس لیں گے

پھر بھی شوق سے پالے بچھو

یہ کافی بڑی جگہ تھی اتنی بڑی کہ کوئی آسانی سے گھڑ سواری کر سکتا ہے فرش مٹی کا تھا جہاں پہ واضح گھوڑے کے ٹاپوں کے نشان دکھ رہے تھے چاروں طرف لکڑی کی پٹیوں سے خوبصورت انداز میں باؤنڈری بنی تھی اور ان پہ سفید پینٹ ہوا تھا اور بائیں طرف کچھ کمرے تھے جو بالکل بند نہیں تھا عموماً جیسے گھوڑوں کے لیے جگہ بنائی جاتی ہے ویسے تھے اور ان میں ایک میں گھوڑا تھا جبکہ باقی خالی تھے جو یہاں سے واضح ظاہر تھے۔

"ریبال یہ کس کا ہے؟ وہ حیرت سے سامنے سیاہ گھوڑے کو دیکھ رہی تھی

"عالیار بھائی کا"

وہ بغیر کچھ کہے گھوڑے کی طرف بڑھی ابھی وہ اس کی رسی کھولنے ہی والی تھی کہ گھوڑا ہنہنانے لگا تھا ریبال بوکھلا گیا راعنہ اسے پر سکون کرنے کو اس کی گردن پہ

www.novelsclubb.com

ہاتھ پھیرنے کی کوشش کرنے لگی جبکہ وہ آگے والی دونوں ٹانگیں اٹھائے راعنہ پہ حملہ کرنے کو تھا

"ہیے اسٹاپ اٹ کاراجا" عالیار کی غصہ بھری آواز پہ جہاں ان دونوں نے داخلی دروازے کی سمت دیکھا تھا وہیں کاراجا بالکل پرسکون ہو گیا

وہ غصہ سے آگے بڑھا اور تقریباً اس کے ہاتھ سے رسی جھپٹنے والے انداز میں لے کر وہ کاراجا کی گردن پہ ہاتھ پھیرنے لگا تھا جو پرسکون ہو چکا تھا ریبال متوقع ڈانٹ سے بچنے کے لیے اس کا ہاتھ تھامے اصطبل سے باہر نکال لایا تھا لیکن براہو راعنہ کی ضدی طبیعت کا جو حویلی میں جانے کے بجائے ریبال سے بحث کرنے لگی تھی کہ اسے اندر جانا ہے جب اچانک پیچھے سے آتی آواز پہ ریبال اچھلا جبکہ راعنہ کی پیشانی پر بل آئے تھے

"آر یو میڈ" وہ حتی الامکان آواز کو پست رکھ رہا تھا

"عالیار بھائی سوری راعنہ کو میں اس طرف لایا تھا" گو یا ریبال نے بات اپنے سر

لے کر ختم کرنا چاہی

"واٹ سوری رہی؟ مسٹر عالیار میں صرف اس کے پاس گئی تھی اس میں اتنا اوور ری ایکٹ کرنے کی کیا بات ہے؟ وہ بیک وقت دونوں سے مخاطب تھی اور اس کے چہرے کا اطمینان واقعی قابلِ دید تھا۔

"مس اختر آپ کے لیے تو یہ صرف ہے مگر میرے لیے نہیں" اس کا انداز بھی اس سے مختلف نا تھا مگر لہجے میں احترام بھی تھا

"آپ کے لیے جو بھی ہو مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے میں وہ کروں گی جو میرا دل کرے گا"

اس کی ہٹ دھرمی دیکھ کر وہ واقعی تپ ہی تو گیا تھا اور اس کے لیے دل میں موجود ناپسندیدگی میں مزید اضافہ ہو گیا تھا

"اتنا ہی شوق ہے اپنی مرضیاں کرنے کا تو اپنے گھر جا کر کیجیے گا اور مجھ سے جڑی ہر چیز سے آپ دور ہی رہیں" وہ اسے تنبیہ کر کے دوبارہ اصطبل کی طرف بڑھ گیا

www.novelsclubb.com

پیچھے ریبال اسے ملامت کر رہا تھا راعنہ نے مڑ کر ایک گھورتی اصطبل کے دروازے پہ پھر ریبال پہ ڈال کر حویلی کے اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

"کاراجا وہ لڑکی اب تمہیں تنگ نہیں کرے گی" وہ گھوڑے کی رسی کھولتے ہوئے بولا اس کی بات سن کر کاراجا ہنہنانے لگا تھا جیسے شکایت کر رہا ہو

"ہاں دوست وہ اب یہاں بھی نہیں آئے گی" وہ اس کی بات سمجھ چکا تھا وہ صرف اسے دوست کہتا نہیں تھا واقعی دوست ہی تھا اس کی ہر بات ہر راز سے واقف ایک راز دار دوست

اس کی پیٹھ پر زین کس کر لگام میں پکڑا اور ایک ہی جست میں وہ اس کی پیٹھ پر تھا کاراجا بھی دونوں ٹانگیں اوپر اٹھا کر خوشی کا اظہار کر رہا تھا

"تمہیں پتہ ہے میں آج دوبارہ کراچی جارہاہوں" عالیار کی بات سن کر وہ ہنہنانا بند کر گیا

"لیکن تم ناراض مت ہو کل تک آجاؤں گا تم جانتے ہو نا کہ تم میرے بہترین دوست ہو مما کے بعد آخری دوست اور جانتے ہو نا کہ نور اور تمہارے بغیر میرا گزارا ممکن نہیں ہے" وہ نیچے جھکا اس کی گردن پہ اپنے ہونٹ رکھ دیے واپس سیدھے ہو کر اس نے اس انداز سے اس کی لگام کھینچی کہ وہ اس کا اشارہ سمجھ کر دوڑنے لگا تھا عالیار کے اسے قابو کرنے کے انداز سے ہی لگ رہا تھا کہ وہ شہ سوار ہے ایک بہترین شہ سوار جو شہ سواری کے سارے گر باخوبی جانتا ہے۔

سورج نکل آیا تھا حویلی کی دیواریں سورج کی شعائیں پڑنے کی وجہ سے پرکشش سی

دکھ رہی تھیں ایسے میں وہ ایک گھنٹہ کاراجا کے ساتھ گزار کر اب فریش ہو کر نور کو

تھامے کاریڈور میں بے نیاز سا چلتا دادا جان کے کمرے میں گھسا تھا

"بابا جان ہمیں دوپہر تک نکلنا ہو گا" وہ صوفے پہ بیٹھتے ہوئے بغیر تمہید کے سیدھا

مدعے کی بات پر آیا تھا اس کی بات پہ دادا کے ساتھ ساتھ چائے پیتی بی جان بھی

چونکی تھیں

"کہاں کے لیے ؟ وہ جو اپنی گود میں بیٹھی نور کو دیکھ رہا تھا ترچھی نظروں سے یوسف

صاحب کو دیکھا

"بابا جان کراچی کے لیے ریبال والوں نے جانا ہے"

"لیکن عالیار وہ کل ہی تو آئیں ہیں"

"بی جان انہیں ارجنٹ جانا ہے اور دراب کہہ رہا تھا کہ وہ اب دوبارہ آئیں گے اختر

چاچو اور سب کے ساتھ "بی جان انکے جانے کا سن کر بے چین ہوا ٹھی تھیں البتہ

اب کی بار دادا جان کچھ نہیں بولے تھے وہ عادت کے برخلاف لمبی بات کر رہا تھا

شاید بی جان کی آنکھوں میں آئے آنسو دیکھ کر۔۔۔

"ٹھیک ہے پھر میں جلد آنے کی کوشش کروں گا اور بی جان نور کا خیال رکھیے گا" بی جان کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ اسی شانِ بے نیازی سے کمرے سے نکل گیا پیچھے یوسف صاحب پر سوچ انداز میں دروازے کو تکتے رہ گئے تھے۔۔۔

وہ واپس جا رہے تھے یہ دوپہر کا وقت تھا صبح کے بعد دوبارہ اس کی عالیار سے کوئی بات نہیں ہوئی تھی اور نا ہی اس نے دراب کی کسی کال یا میسج کا جواب دیا تھا صبح سے وہ بی جان کے پاس بیٹھی تھی ہاجرہ پھوپھو اسماء چچی کبھی آ کے بیٹھتی کبھی کچن میں جاتیں خالدہ تائی کو اس نے بس ناشتے کے وقت دیکھا تھا اصطبل میں ہونے والے واقعے کے بعد سے اسے لگ رہا تھا کہ درافشاں اس سے بھاگ رہی ہے مگر اس نے

اس کی ڈبو سی نیچر کی وجہ سمجھ کر ٹال دیا اور جاتے وقت سب انہیں ٹیک اوف کرنے حویلی کے دروازے تک آئے تھے سب کی آنکھوں میں آنسو تھے وہ دونوں یہاں سے اس وعدے کے ساتھ جا رہے تھے کہ اگلی بار سب گھر والوں کے ساتھ آئیں گے وہاں سب سے ملنے کے بعد وہ درافشاں کے گلے لگی تھی اور اسے کراچی آنے کا بھی کہا مگر وہ واقعی حیران ہوئی تھی جب درافشاں کوئی گرمجوشی دکھانے کے بجائے بوکھلا گئی تھی اس نے عدسہ سے کوئی بات نہیں کی بس رسمی سا اللہ حافظ کیا اور بازل کے ساتھ تو یہ رسمی سا اللہ حافظ کرنے بھی تکلف نہیں کیا تھا عالیار کے آتے ساتھ ہی وہ چلے گئے عثمان اور عفان بھی انکے ساتھ تھے کچھ دیر میں انکی گاڑی نظروں سے اوجھل ہو گئی تھی پیچھے حویلی کے دروازے پہ کھڑے سب مڑ گئے سوائے عدسہ کے وہ کتنی ہی دیر اس دھول پہ نظریں جمائے کھڑی رہی تھی۔

جاری ہے__________***

www.novelsclubb.com